© rasailojaraid.com

نقد حدیث
(ضرورت و ماہیت : ایک تاریخی، تحقیقی، تنقیدی جائزہ)

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ☆

نقد حدیث سے مراد حدیث نبوی پیش آمدہ عبارت کے اصلیت وقطعیت کے لحاظ سے جانچ پڑتال کرنا کہ رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے یا نہیں۔ نیز یہ بات شان نبوت اور تعلیمات اسلام کے مطابق ہے یا نہیں؟ تا کہ شرح صدر سے مقبول ٹھرا کر عمل پیرا ہوا جائے یا ایمان و عمل کی سلامتی کی خاطر مردود گرادنتے ہوئے بالکل لائق التفات نہ سمجھا جائے۔

درج ذیل تین لحاظ سے نقد حدیث کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ نقد بلحاظ ہیئت حدیث
۲۔ نقد بلحاظ تعداد رواۃ حدیث
۳۔ نقد بلحاظ نفس مضمون

۱۔ نقد حدیث بلحاظ ہیئت حدیث

ہیئت حدیث سے مراد حدیث نبوی کی ظاہری شکل ہے جو کہ سند اور متن پر مشتمل ہوتی ہے۔
''سند پر نقد خارجی نقد اور متن پر نقد، داخلی نقد'' (۱) کہلاتا ہے۔

ا۔ خارجی نقد (External Criticism)

خارجی نقد میں درج دو پہلو زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

(۱) حدیث اگر بطور وجادہ (۲) نقل کی جارہی ہے تو یہ حدیث جس تحریر، صحیفہ، کتاب یا مجموعہ سے نقل ہو رہی ہے مصنف سے اس کی نسبت کا یقینی ہونا معلوم کیا جاتا ہے

اگر صاحب کتاب کی نوک قلم سے نکلی ہوئی تحریر مل جائے یا شاگردوں کی تحریر پر استاد کی تصدیقی مہر ثبت ہو یا پائے جانے والے قدیم نسخوں کی باہمی تقابل کے بعد یکساں ثابت ہوا تو پھر یہ نسبت یقینی درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ اور اس حدیث کی سند کو پرکھنا ایک مفید مطلب ہو سکتا ہے۔ ورنہ کتاب کی نسبت یقینی نہ ہونے پر اسی منقول حدیث کی سند کی پڑتال یعنی خارجی نقد کار عبث ہوگا۔

(۱۱) سند حدیث میں پائے جانے والے رواۃ کی دینداری کے حوالے سے عدالت، حفظ و ضبط کے اعتبار

☆اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج سندری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ثقاہت اور اتصال سند کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اگر کسی قسم کا ضعف ثابت نہ ہو تو سند قابل اعتبار ورنہ ضعف کی بناء پر مردود ٹھہرتی ہے۔

(ب) داخلی نقد (Internal Criticism)

داخلی نقد میں ایجابی و سلبی ہر لحاظ سے عقلی و نقلی معیاروں پر متن حدیث کو پرکھا جاتا ہے۔ اگر ان معیاروں پر متن حدیث پورا اترے تو مقبول ورنہ مردود ٹھہرے گا۔ نقد حدیث کا یہ اندازہ بھی محدثین کے ہاں قدیم سے پایا جاتا ہے۔ داخلی نقد کی بات دور حاضر کے متجددین و منکرین حدیث کی پیش کردہ کوئی نئی علمی دریافت نہیں ہے۔ داخلی نقد کا تاریخی تسلسل پیش کرنا مقالہ ہذا کی غرض وغایت ہے۔

۲۔ نقد بلحاظ تعداد رواۃ حدیث

رواۃ حدیث کی قلت و کثرت کے لحاظ سے حدیث کی دو بڑی اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

ا۔ اگر راویان حدیث کی ایسی کثرت ہو جن کا عقلاً جھوٹ پر اجتماع محال ہو تو ایسی حدیث ''حدیث متواتر'' کہلاتی ہے۔ اور کثرت رواۃ کے کذب و خطاء کے احتمال سے مبرا ہونے کی بناء پر حدیث متواتر بالااز تنقید ٹھرائی جاتی ہے۔

(ب) اگر راویان حدیث کی تعداد محدود ہو اور عقلا یا عادتاً ان کا جھوٹ پر اتفاق ممکن ہو تو ایسی حدیث ''خبر واحد'' خبر واحد سندا یا متنا نقد حدیث کا ہدف ٹھہرتی ہے۔

۳۔ نقد بیان بلحاظ نفس مضمون

زیر بحث متن حدیث کو نبوی یا وضعی ہونے کے حوالے سے پرکھنا اور اس کے لئے سند و متن کے حوالے سے محدثین کی بیان کردہ فنی اصولی بحثوں میں پڑے بغیر بعض ایسے عقلی و روایتی معیاروں پر پرکھنا جن سے ثابت ہو کہ آیا یہ متن واقعتاً حدیث رسول ﷺ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یہ نقد اوپر ذکر کردہ داخلی نقد ہی کی ایک شکل ہے۔ جس کے ساتھ خارجی نقد کا سلسلہ زیر بحث نہیں لایا جاتا۔

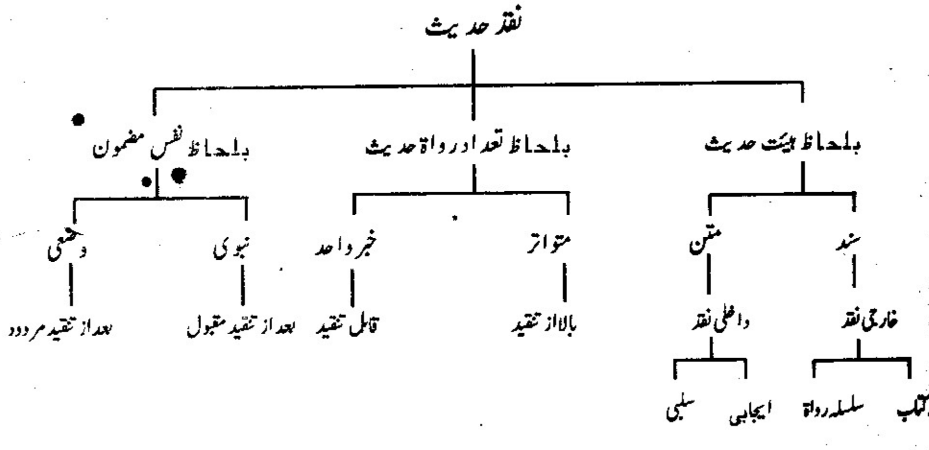

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انتہائی باریک بینی اور دور اندیشی پر علوم الحدیث کا کثیر الانواع، مگر منظم و مرتب فن ایجاد کیا گیا ہے، در حقیقت یہ محدثین عظام حدیث کے لئے قائم کردہ اصول و ضوابط ہیں۔ علوم الحدیث کی سینکڑوں سے متجاوز انواع کا علم، ہزاروں متجاوز رواۃ حدیث کے احوال سے واقفیت، بے شمار کتب حدیث میں موجود متفرق متون حدیث پر گرفت رکھنے والے محدثین اپنے اپنے ادوار میں سند و متن حدیث پر نقد کر کے اس کے متعلق فیصلہ کر پاتے کہ آیا یہ واقعی حدیث نبوی ہے یا نہیں؟

آج ایسے قابل احترام وذی شان محدثین تقریباً "النادر کالمعدوم" کے درجہ میں ہیں۔ لیکن ہر مسلمان کی زندگی کے ہر موڑ پر حدیث نبوی سے تعلق ضرور رہتا ہے۔ اس لئے بطور حدیث نبوی سامنے آنے والے عبارت کی حقیقت و حقانیت کے بارے میں قلبی اطمینان کا اولین ولولہ میں ضرور خواہاں ہوتا ہے۔ خالص محدثانہ فنی بحثیں عوام کیا خواص کی بس کی بات نہیں (الاماشاء اللہ) کیونکہ حصول علم حدیث میں کمی اور عمل میں کجی ظاہر و باہر ہے۔ اور یہ شکوہ آج کی بات نہیں، امام صغانی (۶۵۰ھ / ۱۲۵۲ء) بھی اپنے دور میں یہی گلہ کرتے نظر آتے ہیں۔(۳)

حدیث نبوی کے بارے میں قدیم و جدید ہر دور کے مسلمان کی یہ خواہش ضرور رہی ہے کہ اس کے پاس چند ایسے درایتی معیار ہوں جن کی مدد سے سند و متن کی اصولی و فنی بحثوں میں پڑے بغیر حدیث کے بارے صحت وضعف یا وضع کا فیصلہ کرنا ممکن ہو۔

امام ابن قیم (۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء) سے جب اس نوعیت کا سوال ہوا کہ آیا نقد سند کے بغیر محض متن پر غور فکر سے حدیث نبوی کی پہچان ممکن ہے؟ تو آپ نے نہ صرف ہاں میں جواب دیا بلکہ "المنار المنیف" نامی کتاب میں پچاس کے قریب درایتی معیاروں کی نشاندہی فرمادی۔ ان سے پہلے امام صغانی (۶۵۰ھ / ۱۲۵۲ء) اپنی "موضوعات" (۵) میں اور ان سے متقدم امام ابن جوزی (۵۹۷ھ / ۱۲۰۰ء) "موضوعات"(۶) میں ان کے پیشتر و جوزقانی (۵۴۳ھ / ۱۱۴۸ء) نے "کتاب الاباطیل والمناکیر" (۷) میں درایتی معیاروں پر نقد حدیث کی راہ اختیار کر چکے ہیں۔ عقلی و درایتی معیاروں پر نقد حدیث کا سلسلہ صحابہ کرام تک جا پہنچا ہے۔ صحابہ نہ صرف آپس میں بلکہ تحقیق و تصدیق حدیث کے لئے رسول ﷺ سے بھی پوچھا کرتے تھے۔ (۸) گویا کہ اس قسم کی خواہش یا کوشش نئی نہیں ہے اور نہ ہی حدیث نبوی سے انکار و فرار (اعاذنا اللہ منہ)

امت مسلمہ کا قابل فخر محسنین یعنی محدثین درایتی معیاروں کو صحت حدیث کی پرکھ کے لئے قدیم سے استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں صحیح حدیث نبوی پر ایک نور ہوتا ہے جسے نور نبوت کا عرفان رکھنے والا فوراً پہچان لیتا ہے کہ حدیث نبوی ہے۔ اور وضعی روایت پر ایک ظلمت چھائی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتی ہے۔اس تاریکی کی بناء پر ایسی عبارت کو نبی علیہ الصلوۃ السلام کے نام پر جھوٹ قرار دیا جا سکتا ہے۔

ثقہ تابعی ربیع بن خثیم (۶۳ھ / ۶۸۲ء) فرماتے ہیں "ان من الحدیث حدیثا له ضوء کضوء النهار نعرفه به وان من الحدیث حدیثا له ظلمة کظلمة اللیل نعرفه بها" (۹) یعنی (حدیث نبوی میں) دن جیسی تابانی و درخشانی پائی جاتی ہے۔ جس کو آدمی پہچان لیتا ہے۔ بخلاف ازیں (حدیث موضوع میں) ظلمت شب جیسی ظلمت ہوتی ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

خطیب بغدادی (۴۶۳ھ / ۱۰۷۰ء) منافی عقل روایات کی قبولیت سے انکاری ہیں اور "الکفایه" میں لکھتے ہیں "ولا یقبل خبر الواحد فی منافاة حکم العقل" (۱۰) اور "تاریخ بغداد" میں حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت میں حدیث نقل کرنے کے بعد یوں دیتے ہیں "لا یثبت هذا الحدیث' رجال اسناده کلهم ثقات" (۱۱) یعنی اس سند کے سارے راوی ثقہ ہیں لیکن (پھر بھی) یہ حدیث ثابت نہیں۔ آپ ثقہ راویوں کی سند پر روایت کی صحت کو موقوف نہیں ٹھراتے گویا کچھ اور عقلی و درایتی معیاروں کا بھی لحاظ کرتے ہیں۔

ابن عساکر (۵۷۱ھ / ۱۱۷۵ء) کے ہاں یہ فکر یوں کار فرما ہے کہ وضاع کے ساتھ منسلک کردہ صحیح سند کی بناء اس روایت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہاں متن کا درایتی طور پر قابل قبول نہ ہونا عیاں ہے۔ جس بناء پر ابن عساکر کر رد عمل ظاہر و باہر ہے۔

"الحسن بن عبدالوحد القزوینی.....عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خلق الورد الاحمر من عرق جبرئیل لیلة المعراج و خلق الورد الابیض من عرقیی و خلق الورد الاصفر من عرق البرق.....وهذا حدیث موضوع وضعه من لا علم له ورکبه علی هذا الاسناد الصحیح" (۱۲)

ان جوزی (۵۹۷ھ / ۱۲۰۰ء) جو درایتی فکر کے علمبردار ہیں' بڑی وضاحت سے لکھتے ہیں

"الاتری انه لو اجتمع خلق من الثقات فا خبروا ان الجمل قد دخل فی سم الخیاط نفعتنا ثقتهم ولا اثرت فی خبرهم' لا نهم اخبروا بمستحیل، فکل حدیث رایته یخالف المعقول' اوینا قض الاصول' فاعلم انه موضوع فلا تتکلف اعتباره

واعلم انه یجئی فی کتابنا هذا من الاحادیث مالا یشك فی وضعیه' غیر انه لا یتعین لنا الواضع من الرواة' وقد یتفق رجال الحدیث کلهم ثقاة والحدیث موضوع......" (۱۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی ثقہ رواۃ بھی اگر خلاف عقل یا مناقض اصول کوئی روایت بیان کریں مثلاً اونٹ کا سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جانا' تو وہ موضوع ہی ٹھہرے گی۔ ان کی ثقاہت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں ایک بڑا جامع درایتی معیار یوں بیان کرتے ہیں کہ ''ان الحدیث المنکر یقشعر له جلد الطالب العلم منه [وینفر] قلبه فی الغالب.....(۱۴) نا قابل قبول حدیث سے طالب حدیث کی جلد پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے' اور دل زیادہ تر اس سے نفرت ہی کرتا ہے۔

علمائے اصول حدیث کے نامور نمائندہ امام ابن الصلاح (۶۴۳ھ / ۱۲۴۵ء) نے اس فکر کو اصولی طور پر تسلیم کرتے ہوئے اپنی کتاب میں جگہ دی ہے ''فقد یفهمون الوضع من قرینة حال الراوی او المروی' فقد وضعت احادیث طویلة یشهد بو ضعه رکاکة الفاظهاو معانیها'' (۱۵) کہ لفظی و معنوی رکاکت احادیث کے موضوع ہونے کی گواہی دیتی ہے اور اس رکاکت کا جاننا درایتی معیاروں سے ہی وابستہ ہے۔

ابن دقیق العید (۷۰۲ھ / ۱۳۰۲ء) درایتی ملکہ کے یوں اقراری ہیں'' واهل الحدیث کثیراً ما یحکمون بذلك اعتبار امور ترجع الی المروی و الفاظ الحدیث و حاصله یرجع الی انه حصلت لهم لکثرة محاولة الفاظ الرسول ﷺ ومالا یجوزان یکون من الفاظه''(۱۶)

اکثر مواقع پر حدیث کے موضوع ہونے کا فیصلہ ان امور کی بنا ء پر کیا جاتا ہے جو کہ روایت شدہ الفاظ حدیث سے متعلق ہیں۔ یعنی سند کی بجائے متن کو زیر بحث لا کر فیصلہ دینے کی فکر بکثرت کار فرما نظر آتی ہے۔

امام ذہبی (۷۴۸ھ / ۱۳۴۷ء) کے بعض فیصلوں میں فکر نمایاں نظر آتی ہے۔ کیونکہ پاکیزگی سند کے باوجود حدیث کے بارے میں مطمئن نظر نہیں آتے اور کہتے ہیں ''وهو مع نظافة سنده منکر جدا فی نفسی منه شیئی''(۱۷)

اور کبھی ''رواته ثقات و نکارته بینة''(۱۸) کی شکل میں ثقہ راویوں پر مشتمل سند والے متن کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

امام ابن قیم (۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء) نے نقد حدیث کی اس مہارت کا ذکر یوں کیا ہے۔ ''انما یعلم ذلك من تضلع فی معرفة السنن الصحیحة' واختلطت بلحمه و دمه وصارله ملکة و صارله اختصاص شدید بمعرفةالسنن والا ثار' و معرفة سیرة الرسول ﷺ و هدیه فیما یا مربه وینهی عنه و یخبر عنه و یدعو الیه ویحبه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ویکرهه ویشرعه لامة بحیث کانه مخالط له علیه الصلاة و السلام کو احد من اصحابه الکرام' فمثل هذا یعرف من احواله و هدیه وکلامه وما یجوزان یخبر به' ومالا یجوز یعرفه غیره''(۱۹)

ایسا شخص ان کو پہچان سکتا ہے جو سنن صحیحہ سے خوب واقف ہو۔ گویا وہ اس کے گوشت پوست میں داخل ہو چکی ہوں اور معرفت سنن میں اسے خصوصیات حاصل ہو چکی ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور آپؐ کے اخلاق سے وہ پورا واقف ہو اور جانتا ہو کہ آپؐ کیا حکم دیتے ہیں اور کس بات سے روکتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے حالات سے اسے شدید تعلق ہو چکا ہو کہ گویا اسے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی طرح آپ ﷺ سے مخالطت حاصل ہو چکی ہو تو ایسا شخص آپ ﷺ کے احوال اور اوامر ونواہی کی خوب پہچان کر سکتا ہے۔

اس ملکہ کی بناء پر اس کتب میں احادیث پر حکم لگاتے ہیں مثلاً من عشق فعف فمات فهو شهید'' روایت نقل کرنے کے بعد ''زادالمعاد'' میں لکھتے ہیں ''فلوکان اسناد هذا الحدیث کالشمس کان غلطاو وهما'' لکھتے ہیں۔ ''هذا الحدیث لا یصح عن رسول الله ﷺ ولا یجوزان یکون من کلامه''(۲۰) اور ''روضة المحبین'' میں اسی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں۔ ''وهذا حدیث باطل علی رسول الله ﷺ قطعا لا یشبه کلامه''(۲۱)

ابن ملقن (۸۰۴ھ / ۱۴۰۱ء) بھی داخلی نقد کی مہارت کے اقراری ہیں '' ثم نهضت الجهابذه بکشف عوارها' و محو عا' ولله الحمد' (وجعل لهم ملکة یعرفون بها ذلک' کما سئل بعضهم! کیف تعرفون ان الشیخ کذاب؟ فقال اذاروی، لاتأکلو القرعة تذبحو ها' علمت انه کذب)''(۲۲)

امام بلقینی (۸۰۵ھ / ۱۴۰۳ء) داخلی نقد کی صلاحیت کو بڑی عملی عمدہ مثال سے سمجھتے ہیں ''ان انسانا لوخدم انساناً سنین' و عرف ما یحب وما یکره' فجاء انسان ادعی انه یکره شیئا یعلم ذلک انه یحبه' فبمجرد سماعه الی تکذیب من قال انه یکرهه''(۲۳)

ابوالحسن علی الحنبلی (۸۳۷ھ / ۱۴۳۳ء) (۲۴) کے حوالے سے یہ بصیرت یوں نقل کی گئی ہے۔

'' قال ابولحسن علی بن عروة الحنبلی فی ''الکواکب'':(۲۵)

فصل: القلب اذا کان نظیفاً زاکیاً' کان له تمییز بین الحق و الباطل' والصدق و الکذب' والهدی والضلال' ولا سیما اذا کان قد حصل له اضأة و ذوق من النور النبوی' فانه حینئذ تظهر له خبأیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الامور' ودسائس الاشیاء' والصحیح من السقیم ولو رکب علی متن الفاظ موضوعة علی الرسول اسناد صحیح او علی متن صحیح اسناد ضعیف لمیز ذلک و عرفه وذاق طعمه میزّ بین غثه و سمینه و صحیحه و سقیمه فان الفاظ الرسول لا تخفی علی عقل ذاقها' ولهذا قال النبیﷺ اتقوافراسة المؤمن' فانه ینظر بنور الله''(۲۶)

امام سخاوی (۹۰۲ھ / ۱۴۹۶ء) نے ابن دقیق العید کی عبارت بعینہ نقل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی اس فکر کے قائل ہیں (۲۷)

امام سیوطی (۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) بھی رقم طراز ہیں کہ صحیح سند کے باوجود حدیث ضعیف یا ذکمی ہو سکتی ہے۔ صحیح سند کے باوجود حدیث کو باعث تنقید ٹھہرانا داخلی نقد کی سوچ کا ہی نتیجہ ہے۔ ان کے الفاظ ہیں '' وکثیر اما یکون الحدیث ضعیفا او واهیا والا سناد صحیح مرکب علیہ''(۲۸)

ابن عراق الکنانی (۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء) کے ہاں یہ فکر ''تنزیه الشریعة'' میں درج ذیل الفاظ میں دیکھی جا سکی ہے۔ ''ومنها قرینة فی المروی لمخالفته لمقتضی العقل بحیث لا تقبل التاویل ویلتحق به ما ید فعه الحسن و المشاهدة او العادة''(۲۹)

علامہ عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء) کے ہاں عقلی معیار پر احادیث کو پرکھنا اور اس معیار پر پوری نہ اترنے والی احادیث کو رد کرنے کی فکر موجود ہے اور اپنی تائید میں ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہیں۔ ''لا یجوزان یرد الشرع بما ینافی مقتضی العقل' ولذا قال ابن الجوزی: کل حدیث رایته تخالفه العقول.....(۳۰)

علامہ قاسمی (۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء) پاکیزہ دل کے لئے داخلی نقد کے صاحب ملکہ ہونے کے علاوہ فرماتے ہیں کلام رسول میں جلالت اور شوکت ہے جو دوسرے لوگوں کو نصیب نہیں '' کلام الرسولﷺ علیه الجلالة' وفیه فحولة لیست لغیره من الناس''(۳۱)

داخلی نقد کے لئے بنیادی معیاری فرق کو مزید واضح کرتے ہیں کہ ''وقد فرق الله بین الحق والباطل باهل النور والایمان والنقد العارفین بالنقل' والذائقین کلام الرسول بالعقل''(۳۲)

''المغنی عن الحفظ والکتاب'' کے مقدمہ میں محمد خضر التونسی نے داخلی نقد حدیث کے لئے محدثین کی توثیق یوں کی ہے۔'' لم یقف العلماء عند نقد الحدیث من

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حیث سندہ، بل تعدواالی النظر فی متنہ، فقضوا علی کثیر من الاحادیث با لوضع، وان کان سندہ سالما اذا وجدوافی متونھا عللا تقضی بعدم قبولھا''(۳۳)

صدیوں پر محیط تاریخی علوم حدیث میں سے صدی وار چند ایک حوالہ جات داخلی نقد حدیث کی فکر کا تاریخی تسلسل ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ نیز اس سے محدثین پر مبنی بر جہالت اعتراض کا رد بھی عیاں ہو تا ہے کہ محدثین کے ہاں عقل و درایتی معیار نہیں پائے جاتے ''انہوں نے زیادہ زور سند کی چھان بین پر رکھا ہے۔ متن حدیث کی طرف توجہ نہیں دی ہے''(۳۴) روایت حدیث میں محدثین نے عقل کو ذرا سا بھی روا نہیں رکھا۔ بس نقل پہ نقل بلکہ مکھی پہ مکھی مارتے چلے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ عقل محدثین کا ہی کمال ہے کہ حدیث نبوی کے نام پر سامنے والے اصلی ہیرے جواہرات اور وضعی خزف ریزوں کو داخلی معیار کے کڑے اصولوں پر پرکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ اور آج حدیث نبوی کے نام پر ایک جھوٹی یا مشکوک بات ایسی نہیں جس کی آپ کی طرف نسبت کی اصلیت کھول کر سامنے نہ رکھی جا چکی ہو جھوٹ کے لئے کتب موضوع احادیث اور مشکوک کے بارے شروحات حدیث کی تفصیلی فہرست اس کا بین ثبوت ہے۔ موضوع احادیث کے بارے میں لکھی گئی کتب میں رد زیادہ تر درایتی معیاروں پر ہی کیا گیا ہے۔

صحیح حدیث نبوی چونکہ دین ہے (۳۵) اس لیے محدثین نے شک و شبہ سے پاک احادیث امت تک پہنچانے کی غرض سے داخلی نقد کے علاوہ خارجی نقد کی غرض سے سند حدیث کے حوالے سے تنقید کا Scientific System قائم کیا، تا کہ بھرپور تیقن حاصل ہو۔

سند اور اس پر نقد کی ضرورت کا احساس بھی عقل محدثین کا ہی کمال ہے۔ کیونکہ ہر حدیث نبوی تو صحیح بات ہے لیکن ہر صحیح بات حدیث نبوی نہیں ہو سکی۔ اگر اس کا معیار مانا جاتا تو فزکس، کیمسٹری، ریاضی کے اصول و قوانین کے علاوہ دنیا کی ہزارہا صحیح باتیں حدیث ٹھہرتیں۔ اس لئے صحیح بات کے ساتھ بعض محدثین کے نزدیک سند کی شرط لازمی ٹھہرانا بھی عقل کا ہی تقاضا تھا۔

سند سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف عقل کو ہی اگر معیار ٹھہرایا جاتا تو بہت سی موضوع احادیث عین عقل کے مطابق ہونے کے ناطے صحیح ٹھہر سکتی تھیں۔ لیکن محدثین نے ہر روایت کے راویوں کا جائزہ لینا بھی ضروری سمجھا اور جھوٹے لوگوں کی عقل کے مطابق، اسلام کی روح کی آئینہ دار اور بظاہر صحیح حدیث کو بھی راویوں کے کذب کی بناء پر موضوع و مردود ٹھہرایا۔ علم الاسناد کی عقلی ضرورت کا بروقت احساس اور اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے اس کی ایجاد و وضع اور زیر بحث لانے پر عظمت محدثین کا جس قدر اعتراف کیا جائے کم ہو گا (۳۶)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سند حدیث کا عام طور پر سراسر نقلی کاوش سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ صحیح حدیث کی شرائط کا عقل و خرد سے جائزہ لیا جائے تو محدثین کے ہاں عقل کے وسیع دخل پر حیرت ہوتی ہے۔ صحیح حدیث کی شرائط میں سے عدل وضبط کی پرکھ، تجربہ اور شہادت یعنی عقل و نقل پر مبنی ہے۔ اتصال سند کی شرط نقل کی متقاضی ہے عدم شذوذ کی شرط نقلی اور اجتہادی یعنی عقلی ہے۔ عدم علت کی شرط اجتہادی یعنی عقلی ہے۔ صرف ان شرائط کا ہی انتخاب بھی عقلی و اجتہادی اور یہ شرائط بھی عقلی واجتہادی ہیں۔ پھر بھی کہا جاتا ہے کہ محدثین کو عقل سے کیا واسطہ...... اللہ ایسی نام نہاد عقل کو عقل محدثین کا عشر عشیر ہی نصیب فرمائے تا کہ عقل کے نام پر بے عقلی کی باتیں نہ کی جائیں اور بعض احادیث کو عقل کے نام پر رد نہ کیا جائے۔ علم حدیث سے نابلد اور عقل سلیم کی نعمت سے محروم لوگ اکثر یہ مشغلہ اپناتے نظر آتے ہیں۔ ایسے نام نہاد اہل علم کو امام ابن خزیمہ (۳۱۱ھ / ۹۴۲ء) کا تیسری چوتھی صدی سے چیلنج موجود ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے مروی لیکن باہم معارض کوئی سی دو احادیث نہیں جانتا ہوں۔ اگر کوئی شخص اسی دو احادیث جانتا ہو تو لائے۔ ان کے درمیان تالیف (تعارض دور) کرتا ہوں" (۳۷)۔

امام شافعی (۲۰۴ / ۱۰۱۵ء) کی "اختلاف الحدیث" ابن قتیبہ (۲۷۶ھ / ۸۸۹ء) کی "تاویل مختلف الحدیث" ابو جعفر طحاوی (۳۲۱ھ / ۹۳۳ء) کی "مشکل الاثار" اور ابو بکر محمد بن الحسن بن فورک (۲۰۶ھ / ۱۰۱۵ء) کی "مشکل الحدیث" اس فن پر عمدہ کتب ہیں۔ اور ایسے عقلیت زدہ سکالرز کی بھلائی کا وافر مواد رکھتی ہیں۔

کج عقلی کا شکار ہو کر احادیث کو رد کرنے کی بجائے صدیوں سے مسلمہ ارباب علم و فضل اور اہل عقل و خرد کی تسلیم کردہ روایات کو تسلیم کر لینا عقل کی بات ہے یا رد کرنا عقل کی بات ہے؟ عقل کے دعویداروں کو اس عقلی معیار پر بھی سوچنا چاہیے۔ شاید یہ عقلی معیار، عقل میں جگہ پا جائے تو رد حدیث کے فتنہ سے بچ جائیں۔

چ کا اہتمام اور اس پر نقد یعنی خارجی نقد کا منظم سلسلہ سامنے لانے کے باوجود، حدیث کی پرکھ میں اس کی حیثیت اضافی تھی کیونکہ صرف متن کی پرکھ یعنی داخلی نقد کا معیار بھی حدیث کی جانچ پڑتال کے لئے کافی تھا۔ اسی لئے متن کی صحت اور سند کی صحت کو لازم وملزوم نہیں ٹھرایا گیا۔ جیسا کہ "صحة الاسناد لا تقتضی صحة المتن" کا اصول محدثین کے ہاں مسلم ہے۔ علامہ صنعانی نے "توضیح الافکار" میں تفصیلی بحث کے بعد بیان کیا ہے کہ "والحاصل انه لا تلازم بین الاسناد والمتن اذقد یصح السند او یحسن لا ستجماع شرائط هما ولا یصح المتن لشذوذ او علة وقد لا یصح السند و یصح المتن من طریق اخری" (۳۸)

حاصل کلام یہ ہے کہ سند اور متن میں تلازم نہیں ہے۔ کبھی سند شرائط صحت کے اجتماع کی بناء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر صحیح یا حسن ہو سکتی ہے۔ جبکہ متن علت و شذوذ کی بناء پر صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح کبھی سند صحیح نہیں ہو سکتی لیکن متن دوسری روایت (دوسرے طریق) سے صحیح ہو سکتا ہے۔

امام ابن جوزی نے واضح اور دوٹوک انداز میں فیصلہ سنا دیا ہے۔ ''قد یکون الاسناد کلہ ثقات ویکون الحدیث موضوعا'' (۳۹)

امام حاکم ایک حدیث کے رواۃ کے بارے لکھتے ہیں ''ھذا حدیث رواتہ آئمۃ ثقات'' لیکن طرق کی ساری بحث کے بعد لکھتے ہیں۔ فاذا الحدیث موضوع'' (۴۰)

مذکورہ بالا بحث سے محدثین کے ہاں داخلی نقد کی اہمیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ وہ خارجی نقد کے ساتھ صحت حدیث کو مشروط نہیں ٹھہراتے۔ بلکہ یہ نقد تو بطور تائید و تاکید ساتھ رکھا ہے۔ امام بخاری، مسلم و دیگر محدثین کے ہاں بھی یہ اصول کارفرما ہے ان کا اپنی کتابوں میں مخالف متن کی حامل روایات کا نقل کرنا (۴۱) اسی قبیل سے نظر آتا ہے۔ دونوں روایتوں کی اسناد صحیح قرار دی جاتی ہیں لیکن ایک روایت کا متن قبول اور دوسری روایت شاذ، مقلوب المتن، مدرج، مضطرب اور معلل جیسی اصطلاحات کے ساتھ ضعیف قرار دے کر حدیث مردود کے زمرے میں داخل کر دی جاتی ہے حقیقت حال یہی ہے کہ دونوں سندیں صحیح ہونے پر بھی صرف ایک صحیح سند سے متن قبول اور دوسری سے مرجوح قرار دیا جاتا ہے۔ اب جس متن کو مرجوح قرار دیا جارہا ہے اس کی سند تو صحیح ہے۔ لیکن متن قبول نہیں یعنی سند صحیح ہونے کے باوجود متن ناقابل ہونا ایسے آئمۃ المحدثین کے ہاں بھی موجود ہے۔ اگرچہ واضح الفاظ میں یہ درایتی انداز بیاں تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

دوسری طرف بعض ایسی تعلیقات بخاری ہیں، جن کا متن امام بخاری کے نزدیک صحیح ہے سند صحیح نہ ہونے کی وجہ سے صرف تعلیقاً ذکر کر دیا ہے۔ اور کسی دوسرے مقام پر ان کو سنداً یا موصولاً ذکر نہیں کیا ہے۔ گویا متن حدیث سند صحیح کے بغیر بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ اور سند کے بغیر متن کو یوں صحیح قرار دینا داخلی نقد کی بنیاد پر ممکن ہے۔

''فقہ البخاری فی تراجم ابوابہ'' پر تو سبھی کو فخر ہے۔ لیکن تعلیقات میں پائی جانے والی اس فکر کو کھلے دل سے تسلیم کرنے والے بھی کہیں پائے جاتے ہیں؟ کاش آج عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اہل علم و فضل کو فراست و بصیرت بخاری حاصل ہو اور اس فکر کو بروئے کار لاتے ہوئے پھر سے کوئی امام بخاری سی خدمت حدیث سرانجام دے۔ جو کہ آج کے مسلمان کی دلی خواہش کے مطابق درایتی معیاروں پر احادیث کی صحت کو ثابت کر کے سامنے لائی جائے۔

محدثین کی طرح حدیث نبوی کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کرنے والوں کا فریضہ ہے کہ محدثین کے ہاں سے اس فکر اور اصول کے معیاروں کو لے کر آگے بڑھیں اور دور حاضر کے حدیث نبوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بارے میں عقلی شکوک و شبہات، اعتراضات اور الزامات کا سامنا کریں۔ اسنادی معیار کے ساتھ درایتی معیار پر دور حاضر کے مسائل کے حل کی غرض سے قایم کردہ عنوانات کے تحت تیار کردہ احادیث کے مجوعے لوگوں تک پہنچائیں۔ تاکہ وہ پیدا شدہ عقلی و فکری الجھنوں سے نجات پاکر حدیث نبوی کو انشراح صدر سے قبول کرپائیں۔

اس سے محدیثن کرام کی اسناد کے حوالے سے کردہ ناقابل تردید کوششوں کا انکار یا بعض مخصوص لوگوں کی طرح تنقیص مطلوب نہیں اس کے برعکس درایتی پہلو پر ان کی کوششوں کا اعتراف و اقرار اور انہیں مزید اجاگر کرنا مقصود ہے نیز محمد الصباغ کے الفاظ میں یہ ان لوگوں پر زبردست رد ہے جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ محدثین عظام کو نقد متن کی ذرا خبر نہ تھی'' وانها لابلغ رد علی اولئک الذین یدعون ان علمأ الحدیث لم یعرفو انقد المتن ابدا''(۴۲)

مزید برآں ایسے معیاروں پر تنقید حدیث کی بات سنتے ہی اسے انکار حدیث پر محمول نہ کیا جائے۔ بلکہ لوگوں کو علمی، فکری اور تاریخی طور پر آگاہ کیا جائے کہ محدثین نے اس پہلو کو قطعاً نظر انداز نہیں کیا تھا اس کی ضرورت واہمیت کی بنا ء پر اسے اولیت دی تھی۔ آج جو درایتی معیاروں اور داخلی نقد کے بہانے انکار حدیث اور تنقیص محدثین کی راہ اختیار کی جاتی ہے۔ یہ تاریخی بے خبری اور حدیث نبوی سے دوری کی بنا ء پر ہے۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ صدیوں بیشتر محدثین کے ہاں سب کچھ موجود ہے'' (۴۳) آج کے مجددین اور منکرین حدیث کے باوآدم گولڈ زیہر (۴۴) اور پھر کچھ اس کے اُگلے ہوئے نوالے کو چبانے والے ناستون وایت (۴۵) گلیوم (۴۶)، احمد امین مصری (۴۷) اور برصغیر میں ان کے پیروکاروں کی یہ نئی علمی دریافت نہیں ہے اس حقیقت سے بھی آگاہ رہنا چاہیے کہ آج درایتی معیاروں کے حوالے سے جن صحیح احادیث کو رد کیا جاتا ہے محدثین کرام ان میں سے ہر حدیث کی الگ سے درایتی معیاروں پر قابل قبول تشریح و توضیح کرچکے ہیں۔ اور یہ ایک بھی ایسی متنازعہ حدیث نہیں ہے جس کی عقلی معیاروں پر قبولیت کا سامان تشریحات محدثین میں نہ پایا جاتا ہو۔ تحصیل علم حدیث اور مطالعہ کتب اسلاف کی بجائے علمی رسوخ اور عقلی فراست کی کمی کا ازالہ انکار و فرار کی آسان راہ میں تلاش کرنا، شعار ایمانی یا شیوہ مردانگی نہیں ہے۔

محدثین کے ہاں داخلی نقد اور درایتی ملکہ کے تاریخی ثبوت سے ہر کس و ناکس کے لئے اس مہارت کی راہ نکالنا۔ گنجائش پیدا کرنا طفلانہ ذہنیت یا بچگانہ سوچ ہوگی ہر فن میں ماہر ہی متعلقہ مہارت کا اہل ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث نبوی کی جانچ پڑتال اور پرکھ کے لئے درایتی بصیرت بھی حدیث نبوی سے گہری واقفیت اور انتہائی شغف والے کا نصیب ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر لقمان سلفی ہے۔

''ولکن هذه المکانة العظمی لم یکن اهلا لها کل من تطفل علی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مائدة الحديث ولا يسلم قول كل من هب ودب' لان هذا الدرب خطير والامر جسيم' فلا يمسح لكل مدع ان ينتقد الاحاديث ويصدع اشارات الوضع على احاديث من دون ان يخالط هذا الفن لحمه ودمه''(۴۸)

اس عقلی مہارت اور درایتی بصیرت کے حصول پر حدیث أبی اسید الساعدی سے گنجائش ملتی ہے۔ ''قال عليه الصلاة والسلام: اذا سمعتم الحديث تعرفه قلوبكم و تلين له اشعاركم و ابشاركم وترون انه منكم قريب فانا اولاكم به' واذا سمعتم الحديث عنى تنكره قلوبكم و تنفرمنهاشعاركم' وابشاركم وترون انه منكم بعيد' فانا ابعدكم منه''(۴۹)

اور اسی مناسبت سے ایک اور حدیث ہے'' ما حدثتم منى مما تنكرونه فلا تاخذوابه فانى لااقول المنكرولست من اهله''(۵۰)

تاہم اس ملکہ کے حصول کے بعد حدیث کی فوری پہچان ممکن ہے' جیسا کہ امام بن قیم بطریق اویس قرنی دعائیہ کلمات نقل کرنے کے بعد مختلف طرق بیان کرتے ہیں اور آخر میں یوں رقم طراز ہیں'' وهذا امثاله' مما لا يرتاب من له ادنى معرفة بالرسولﷺ وكلامه انه موضوع مختلق وافك مفرى عليه''(۵۱) کیونکہ ان کے بقول ''الاحاديث موضوعة عليه ظلمة و ركاكة و مجازفات باردة تنادى على وضعها و اختلا قها على رسول اللهﷺ''(۵۲)

''اصول منهج النقد'' کے مصنف کے نزدیک ''لان الحديث النبیﷺ اشراقا و نورا فكل كلام خرج من جودة الفصاحة و بلاغة المعنى و جزالة اللفظ و حسن البيان فليس من مقولة عليه السلام'' (۵۳)

ابن جوزی کی عقلی و درایتی پہچان کے حوالے سے سب سے خوبصورت' مبنی بر حقیقت اور جامع بات دہراتے ہوئے تحقیق ھذا کو سمیٹا جارہا ہے کہ ہر وہ حدیث جو عقل سلیم کو منافی اور اصول دینیہ کے متناقض نظر آئے جان لیں کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور اس پر اعتبار کرنے کا تکلف بھی نہ کریں۔

'' فكل حديث رأيته يخالف المعقول او يناقض للاصول فاعلم انه موضوع فلا تتكلف اعتباره'' (۵۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات

(۱) محمد تقی امینی' حدیث کا درایتی معیار' (قدیمی کتب خانہ، کراچی' ۱۹۸۶ء)' ص ۱۷۸

(۲) وجادۃ سے مراد کسی محدث کی قلمبند روایات کو نقل یا بیان کرنا ہے۔

(۳) امام صغانی' موضوعات الصغانی' (دمشق' ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء) تحقیق و تخریج : نجم عبدالرحمن خلف)' ص ۲۴۔

(۴) امام ابن قیم المنار المنیف' (حلب ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰) تحقیق و تخریج : عبدالفتاح ابو غدۃ)۔

(۵) امام صغانی' موضوعات صغانی' ص ' ۲۸، ۳۹، ۷۰، ۷۱.....

(۶) امام ابن جوزی' موضوعات (۱-۳)' (مکتبہ اسلفیہ' المدینہ المنورۃ' ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء' تقدیم و تحقیق : عبدالرحمن محمد عثمان)

(۷) ابو عبداللہ الحسین بن ابراہیم الجوزقانی 'کتاب الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر' (بنذارس' ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء) تحقیق : ڈاکٹر عبدالرحمن عبدالجبار افریوائی)

(۸) اعظمی' ڈاکٹر محمد مصطفیٰ منہج النقد عندالمحدثین' (السعودیہ' ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) ص ۷۔

(۹) امام حاکم۔ معرفۃ علوم الحدیث' (مدینہ منورہ' ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء) تحقیق ڈاکٹر سید معظم حسین)' ص ۶۲

(۱۰) خطیب بغدادی 'کتاب الکفایہ فی علم الروایۃ (دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء) ص ۴۳۶

(۱۱) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' (المکتبۃ السلفیہ' ؟) ج ۱۴' ص ۶۳۔

(۱۲) ابن عساکر' تاریخ دمشق (فوٹو کاپی)' ج ۴' ص ۴۶۸

(۱۳) ابن جوزی 'کتاب الموضوعات' ج ۱' ص ۱۰۶

(۱۴) ابن جوزی 'کتاب الموضوعات' ج ۱' ص ۱۰۳

(۱۵) ابن الصلاح' ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمن مقدمہ ابن الصلاح' (فاروقی کتب خانہ ملتان' ؟)' ص ۷۴

(۱۶) تقی الدین بن دقیق العید' الاقتراح فی بیان الاصطلاح وما اضیف الی ذالک من الاحادیث المعدودۃ من الصحاح' (مطبعۃ الارشاد' بغداد ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء)' دراسۃ و تحقیق : قحطان عبدالرحمن الدوری) ص ۲۳۱-۲۳۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(١٧) الذہبی' ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان' میزان اعتدال فی نقد الرجال' (دار احیاء الکتب العربیہ' ١٣٨٢ھ / ١٩٦٣ء)' ج ٢' ص ٢١٣

(١٨) الذہبی' میزان....' ج ١' ص ١٢٦

(١٩) ابن قیم' المنار المنیف' ص ٤٤

(٢٠) ابن قیم' زاد المعاد' (المطبعۃ العربیۃ' ؟)' ج ٣' ص ١٥٤

(٢١) ابن قیم' روضۃ المحبین ونزہۃ المشاقین' (دار الکتاب العربی بیروت' ١٤٠٧ھ / ١٩٨٧ء) تحقیق و تعلیق : الدکتور سید الجمیلی)' ص ١٩٣' ١٩٤

(٢٢) ابن الملقن' سراج الدین عمر بن علی بن احمد الانصاری' المقنع فی علوم الحدیث' (دار فواز للنشر المملکۃ العربیۃ السعودیۃ' الاحساء' ١٤١٣ھ / ١٩٩٢ء' تحقیق و دراسۃ : عبداللہ بن یوسف الجدیع)' ج ١' ص ٢٣٩

(٢٣) البلقینی - عمر بن ارسلان بن نصیر بن صالح الکنانی' محاسن الاصطلاح مع مقدمۃ ابن الصلاح' (مطبعۃ دار الکتب' ١٩٧٤ء توثیق و تحقیق : د. عائشہ عبدالرحمٰن (بنت الشاطی)' ص ٢١٥۔

(٢٤) ابو الحسن علی بن الحسین بن عروۃ المشرقی ثم الدمشقی الحنبلی (٨٣٧ھ / ١٤٣٣ء) کے بارے دیکھیے : شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی' الضوء اللامع لاھل القرن التاسع' (دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت' ؟) ج ٥' ٢١٤۔ ٢١٥ (نمبر ٧٢١) : خیر الدین الزرکلی' الاعلام' (دار العلم للملایین بیروت' ١٩٧٩ء) ص ٢٨١ : ایضاح المکنون میں تاریخ وفات ١١١٢ھ درج ہے جو کہ غلط ہے۔

(٢٥) الکواکب الدراری فی ترتیب مسند الامام احمد علی ابواب البخاری' دیکھیے : اسماعیل پاشا بغدادی' ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون' (مکتبہ المثنی بغداد' ؟) ج ٢' ص ٣٩٠

(٢٦)۔ قاسمی' محمد جمال الدین' قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث' (دار الکتب العلمی بیروت' ١٣٩٩ھ / ١٩٧٩ء' الطبعۃ الاولی) ص ١٦٥

(٢٧) السخاوی' شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن' فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث' (دار الکتب العلمیہ بیروت' ١٤٠٣ھ / ١٩٨٣ء) ج ١' ص ٢٨٦

(٢٨) امام سیوطی' تدریب الراوی' (دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور' ؟) ج ١' ص ١٤٨

(٢٩) ابن عراق' ابو الحسن علی بن محمد الکنانی' تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشنیعۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الموضوعۃ' (دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) ج ۱' ص ۷

(۳۰) ابو الحسنات محمد عبدالحی اللکھنوی' ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی' (الجامعۃ الاسلامیۃ اعظم گڑھ' ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء حققہ وخرج نصوصہ وعلق علیہ : الدکتور تقی الدین الندوی) ص ۴۲۴

(۳۱) قاسمی۔ قواعد التحدیث' ص ۱۶۷

(۳۲) قاسمی، قواعد التحدیث' ص ۱۶۸

(۳۳) ابو حفص عمر بن بدر الموصلی' المغنی عن الحفظ والکتابۃ' (قاہرہ' ۱۳۴۲ھ) ص ۱۰' مقدمہ از محمد خضر تونسی

(۳۴) The Oxford Encyclopedia of the Modern Islamic World (U.S.A., 1995) Vol.2 p.86،

(۳۵) ''إن هذا الحديث دين'' محمد بن سیرین کے اس قول کے لئے دیکھیے : خلدون الاحدب' اسباب اختلاف المحدثین۔ (الدار السعودیہ جدہ' ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء) ج ۱' ص ۴۳

(۳۶) عبدالفتاح ابو غدۃ کی ''الاسناد من الدین'' کا تفصیلی مطالعہ اس موضوع پر باعث اطمینان رہے گا

(۳۷) ابن قتیبہ' تاویل مختلف الحدیث' (انقرہ' ۱۹۸۹ء) ص ۲۵ (ترکی ترجمہ)

(۳۸) الصنعانی' محمد بن اسماعیل الامیر' توضیح الافکار' (دار الاحیاء التراث العربی بیروت' ۱۳۶۶ھ)، ج ۱' ص ۲۳۴ : مزید دیکھیے : الدکتور سفر عزم اللہ' مقاییس نقد متون السنۃ' (الریاض ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)' ص ۲۴۷۔ ۲۵۲

(۳۹) ابن جوزی' موضوعات' ج ۱' ص ۹۹

(۴۰) امام حاکم' علوم الحدیث (مدینہ منورہ' ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء) ص ۱۱۹۔ ۱۲۰

(۴۱) صحیح بخاری' كتاب البيوع باب شراء الدواب والحمير (...باوقية)' كتاب الشروط باب اذا شترط البائع (...بوقية)، صحيح مسلم، كتاب الحج باب' استحباب دخول الكعبة للحجاج وغيره' والصلاة فيها والدعاء فى نواحيها كلها (...ثم صلى)' (...فدعا ولم يصل)' صحيح مسلم' كتاب الجهاد والسير باب المبادرة بالغزو.... (...ان لا يصلين احد الظهر الافى بنى قريظة....)' صحيح البخاري' كتاب المغازي' باب رجوع النبى من الاحزاب... (...العصر...)

(۴۲) ملا علی قاری' الموضوعات الکبری' (المکتبۃ الاثریہ' سانگلہ ہل' ؟) ص ۱۱ مقدمہ از محمد الصباغ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴۳) الدکتور فاروقی حمادہ 'المنہج الاسلامی فی الجرح ولتعدیل' (لرباط' ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء)، ص ۳۸۰ : الدکتور نور الدین عتر' منہج النقد فی علوم الحدیث' (دار الفکر' ؟) ص ۴۴۲

(۴۴) گولڈ زیہر کی زہریلی سوچ اور تحقیق کوتاہی کے لئے دیکھیے : الدکتور محمد طاہر الجوابی۔ جھود المحدثین فی نقد متن الحدیث النبوی الشریف' (تونس' ۱۹۹۱ء) ص ۴۵۰۔ ۴۵۳

(۴۵) الدکتور محمد عجاج الخطیب 'السنۃ قبل التدوین' (دار الفکر بیروت' ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء) ص ۲۵۴۔ ۲۵۵

(۴۶) Alfred Guilaunm, The Tradition of Islam,(Oxford 1924) p.80 الدکتور شرف الدین علی الراجحی' مصطلح الحدیث واثرہ علی الدرس اللغوی عند العرب' (دار النہضۃ العربیہ بیروت' ۱۹۸۳ء) ص ۱۸۸

(۴۷) الجوابی' جھود المحدثین۔۔۔' ص ۴۵۱۔ ۴۵۴' مرتب : سید صباح الدین عبدالرحمٰن 'اسلام اور مستشرقین' (دار المصنفین اعظم گڑھ' ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء) ج ۲ ص ۲۵۲۔ ۲۶۱ (مقالہ : علم حدیث اور مستشرقین از ڈاکٹر تقی الدین الندوی)

(۴۸) الدکتور محمد لقمان السلفی' اہتمام المحدثین بنقد الحدیث سنداً ومتناً' (الریاض' ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء)' ص ۳۹۴

(۴۹) مسند احمد' ج ۳ ص ۴۹۷ عن ابی السید الساعدی : علامہ البانی سلسلۃ احادیث الصحیحۃ' ج ۲ ص ۳۶۹۔ ۳۷۰

(۵۰) ابن عراق' تنزیہ الشریعۃ' ص ۷

(۵۱) ابن قیم' المنار المنیف' ص ۴۵

(۵۲) ابن قیم' المنار المنیف' ص ۵۰

(۵۳) عصام احمد البشیر 'اصول منہج النقد عند اہل الحدیث (بیروت' ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء) ص ۹۷

(۵۴) ابن جوزی 'کتاب الموضوعات' ج ۱' ص ۱۰۶

© rasailojaraid.com